THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

نمبر ۱۴

مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ مطابق ۷ صفر ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا کے فضل وکرم سے خیر و عافیت ہے۔

خطبہ جمعہ مولانا مولوی شیر علی صاحب نے پڑھایا۔ جس میں نماز باجماعت کی تاکید کی۔

حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب اپنے اہل و عیال کو شملہ پہنچانے کے لئے وہاں تشریف لے گئے ہیں ٭

مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال ایک ماہ کی رخصت پر گئے ہیں ٭

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ضلع گجرات میں تین ہفتہ کے لئے برائے تبلیغ جا رہے ہیں ٭

بروز جمعہ عصر کے وقت ایک صاحب سردار احمد نو مسلم نے سکھ ازم کے متعلق پبلک لیکچر دیا۔ ایک نو مسلم سابق گوبند رام حال دین محمد احمدیت میں داخل ہوئے ٭

٭ ٭ ٭

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد
نماز باجماعت کے متعلق

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مولانا مولوی شیر علی صاحب کو اپنے ایک والانامہ میں حسب ذیل ارشاد جماعت قادیان کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتیں اس کی طرف توجہ کریں۔ اور نماز باجماعت ادا کرنے کا خاص خیال رکھیں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"میں نے دیکھا ہے کہ میری علالت کی وجہ سے لوگ نماز میں بجائے بہت کم آنے لگے ہیں۔ آپ اس طرف خاص طور سے توجہ فرمائیں۔ محلہ داروں کو بلا کر تاکید کریں۔ اور ان سے کہیں کہ نماز ہی ہماری سب کامیابی کا دارو مدار ہے۔ اس طرف خاص توجہ کریں"

حکومت نظام کے متعلق اخبارات کا غلط بیان

حضور نظام دکن کے متعلق "انڈین ڈیلی میل" کے نامہ نگار خصوصی مقیم حیدرآباد کا جو بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے اور جسے ہم نے بھی ۱۰ر اگست ۱۹۲۶ء کے الفضل میں ہندوستان کی خبروں کے ذیل میں درج کیا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے اس بات پر بھی نوٹس لیا ہے کہ حضور نظام کئی لاکھ روپیہ ریاست کے خزانہ سے اسلامی پروپیگنڈا پر صرف کرتے ہیں۔

یوں تو تمام ہندو اخبارات نے جو عرصہ سے حیدرآباد کی مسلمان ریاست کو بدنام کرنے کے لئے بڑی سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ "انڈین ڈیلی میل" کی اطلاع پر کئی طرح سے خوشی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن ان کے نزدیک سب سے بڑا جرم وہی ہے جسے اسلامی پروپیگنڈا کہا گیا ہے۔ چنانچہ ایک اخبار پرکاش (۷ر اگست) اس بیان پر رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"سب سے زیادہ یہ کہ رعایا کے بڑے حصہ کے دھرم بگاڑنے کے لئے باقاعدہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔"

لیکن ہمیں نہایت معتبر اور موثق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے جو مراسلہ حکومت نظام کو بھیجا ہے اس میں قطعاً اس بات کا ذکر نہیں ہے۔ یعنی اسلامی پروپیگنڈا کے متعلق اس میں کوئی اشارہ بھی نہیں ہے۔

ہمیں پہلے ہی اس امر کے متعلق بہت تعجب اور حیرانی تھی۔ کیونکہ جو گورنمنٹ خود عیسائی پادریوں اور گرجاؤں پر لاکھوں روپیہ سالانہ خزانہ ہند سے صرف کر رہی ہو۔ اس کے نزدیک ایک اسلامی ریاست کا مذہبی کاموں میں بہت کم حصہ لینا کیونکر جرم ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ ہند کے مراسلہ میں جو کچھ ہے۔ اس کے مفہوم کا پتہ اس اعلان سے لگ سکتا ہے۔ جو اس بارے میں حکومت نظام نے شائع کیا ہے۔ اور جس میں لکھا ہے:۔

"گورنمنٹ نظام کے بعض محکموں میں اصلاح اور ترقی کی ضرورت تھی۔ جس کے متعلق گورنمنٹ ہند نے حکومت نظام کو توجہ دلائی ہے۔ اور اپنا مشورہ پیش کیا ہے۔"

امید ہے۔ اس سے وہ غلط فہمیاں دور ہو جائینگی۔ جو ریاست حیدرآباد دکن کے دشمن پیدا کر رہے ہیں اور جن کی غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ ایک اسلامی ریاست کو خواہ مخواہ بدنام کریں۔

اخبار احمدیہ

ضروری اعلان

ضلع گوجرات سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک شخص جو اپنا نام سلطان احمد اور سابقہ نام جگت سنگھ بتاتا ہے یہ کہتا پھرتا ہے کہ موضع بھام متصل قادیان میں تین سو کے قریب سکھ مسلمان ہو گئے ہیں۔ جنمیں سے ہم آٹھ آدمی باجازت ناظر دعوت و تبلیغ تبلیغ اسلام کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتیں سنا کر وہ احمدیوں سے سفر خرچ وغیرہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور بعض جگہ سے اس نے کچھ رقم حاصل بھی کی ہے۔ چونکہ صیغہ دعوت و تبلیغ نے اس قسم کا کوئی آدمی مقرر نہیں کیا۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ایسے آدمیوں سے دھوکہ نہ کھایا جائے۔ جو شخص صیغہ کی طرف سے مبلغ مقرر کیا جاتا ہے اسے سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

اعلان نکاح

۶ر اگست۔ بروز جمعہ حضرت اقدس نے مکرمی حاجی سیٹھ ابوبکر صاحب کی صاحبزادی حلیمہ بیگم کا نکاح شیخ بشیر احمد صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل ابن شیخ مشتاق حسین صاحب گوجرانوالہ سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ طرفین کے لئے مبارک کرے۔ والسلام۔

خاکسار عبد القدیر۔ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پتہ

جو احباب کرام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھنا چاہیں وہ اطلاع ثانی تک حسب ذیل پتہ پر لکھا کریں۔ "پورٹ لینڈ ہال۔ ڈلہوزی ضلع گورداسپور" قادیان کے پتہ پر خط لکھنے سے حضور کو دیر سے خط پہنچتا ہے۔ اس لئے براہ راست مندرجہ بالا پتہ پر لکھنا چاہیئے۔

الوداعی دعوة

انجمن احمدیہ چکوال کی طرف سے ایک الوداعی دعوت راجہ علی محمد خان صاحب احمدی تحصیلدار کے اعزاز میں دی گئی۔ جو یہاں سے تبدیل ہو کر میانوالی جا رہے ہیں۔ انکے علاوہ حکام شہر کے معززین اور وکلاء صاحبان بھی مدعو تھے۔ بعد فراغت طعام حافظ محمد امین صاحب احمدی نے قرآن شریف کی چند آیات تبرکاً تلاوت فرمائیں۔ بعدہ قاضی عبد الحمید صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی نے نہایت قابلیت سے جناب راجہ صاحب کے کیرکٹر پر احمدی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ اور بیان کیا کہ کس طرح راجہ صاحب موصوف نے تھوڑے عرصے میں اپنے اعلےٰ چال چلن اور بے لاگ انصاف اور حسن سلوک سے ہر طبقہ کے آدمیوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔

اسکے بعد جناب راجہ صاحب موصوف نے شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم احمدیوں پر لوگ اور تو کسی قسم کا الزام عائد نہیں کر سکتے۔ مگر اتنا ضرور کبھی کبھی سننے آ جاتا ہے کہ احمدی متعصب ہوتے ہیں۔ اسکی وجہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہم احمدی جس بات کو حق سمجھ لیتے ہیں۔ اس کے کرنے میں خوب دلیر ہوتے ہیں۔ جو بات قانوناً اور شرعاً جائز ہو۔ اس کو کسی اعلیٰ یا ادنیٰ شخصیت کے دباؤ یا لحاظ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک احمدی اللہ تعالیٰ کو رب العالمین مانتا ہوا اسکی مخلوق میں بوجہ اعتقاد تفریق جائز رکھے۔

سید فخر الاسلام از چکوال

شکریہ احباب

خاکسار ذیل کے احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنھوں نے احمدیہ سکول سانڈھن کے طلباء کے لئے خاکسار کی تحریک کے بموجب چند اشیاء بھیجیں۔ ان احباب کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔ (۱) مستری الٰہ بخش صاحب وزیر ہند پریس امرتسر۔ ۱ جلد یسرنا القرآن مجید (۲) بابو محمد یعقوب صاحب سب انسپکٹر بنک گوکھووال ضلع لائلپور ۵ روپیہ نقد (۳) حافظ شفیع احمد صاحب احمدی (مولف محقق) دہلی۔ ایک ہزار سوئی (گرلز سکول کے لئے) (۴) ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب احمدی موگا۔ ۵ روپے نقد۔

خاکسار قریشی محمد حنیف احمدی از سانڈھن

درخواست دعا

ہمیں گاؤں والوں نے سخت ایذائیں دینی شروع کی ہوئی ہیں۔ سب احباب ہمارے واسطے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور تکالیف دور فرمائے۔ سید رسول شاہ احمدی از پنڈوری ڈاکخانہ بھیٹ ضلع جہلم

(۲) ہانگ کانگ میں چند ایک احمدی ہیں۔ جنھیں مخالفین تنگ کرتے رہتے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ جماعت کو ترقی دے۔ اور مخالفین کو سمجھ عطا فرمائے۔

خاکسار۔ غلام مصطفیٰ از ہانگ کانگ

دعائے مغفرت

ہمارے اٹاوہ کے تبلیغی سکرٹری سید معصوم علی صاحب جو ایک پُرجوش اور مخلص احمدی تھے۔ بعارضہ تپ محرقہ ۶ر اگست ۱۹۲۶ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے التماس ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

خاکسار۔ حافظ سلیم احمد اٹاوی از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۷ اگست ۱۹۲۶ء

پھٹے پُرانے کپڑوں میں ایک احمدی مجاہد شاہانہ دربار میں

خان محمد امین خان صاحب بخارائی جس سرفروشانہ اور مجاہدانہ طریق سے تبلیغ احمدیت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکے ہیں۔ اس سے ہماری جماعت ناواقف نہیں۔ انہوں نے بغیر کسی قسم کے خطرہ کی پروا کئے اور بغیر ظاہری سازوسامان پر بھروسہ کرتے ہوئے نہ صرف دشوار گذار راستوں پر سفر کئے۔ بلکہ متعدد بار بند و سلاسل میں بھی جکڑے گئے۔ اور قید خانوں کی سختیاں جھیلتے رہے ہیں۔ مگر خدا کے فضل سے خطرناک سے خطرناک موقع پر مومنانہ شجاعت اور دلیری کا اظہار کرتے رہے۔ اور کسی بڑی سے بڑی طاقت سے مرعوب نہیں ہوئے۔ حال میں انہوں نے اپنے ایک پرائیویٹ خط میں مملکت ایران کے ایک نہایت معزز اور سرکردہ رکن کے دربار میں جانے اور ان سے شرف ملاقات حاصل کرنے کی جو کیفیت تحریر کی ہے۔ وہ بھی ان کی مجاہدانہ روش پر خوب اچھی طرح روشنی ڈالتی ہے۔ احباب کی دلچسپی کے لئے اس کا ضروری حصہ انہی کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے ÷ (ایڈیٹر)

مشہد میں خاکسار کے عارضی قیام کے دنوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ علماء۔ تعلیم یافتہ۔ اہلکار۔ اخبار نویس دوکاندار۔ تاجر اور اہل حرفہ تمام قسم کے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کا علم حاصل ہو گیا ہے اس رو کو دیکھ کر جہاں بعض سنجیدہ اور فہمیدہ لوگوں نے کتب سلسلہ پڑھنے اور خاکسار سے بالمشافہ گفتگو کرنے کا طریق اختیار کیا۔ وہاں ہی بعض متعصب اور ملا فطرت اشخاص نے معاندانہ روش اختیار کر لی۔ اور اس کوشش میں لگ گئے کہ کسی نہ کسی طرح حکومت کے ذریعے خاکسار کو نفی بلد کرایا جائے۔ ان دنوں حالات میں نے مناسب سمجھا۔ کہ میں بھی یہاں کے حاکم اعلیٰ امیر لشکر شرق جرنیل جان محمد خان صاحب سے جو صوبہ خراسان و سیستان وغیرہ علاقوں کے گورنر بھی ہیں۔ ملاقات کروں ÷

موجودہ انقلاب کے باعث تمام ایران میں فوجی نظام حکومت قائم ہے۔ تمام کا تمام ملک اسوقت ایک سیاسی انقلاب کے ہیجان میں ہے۔ اور فرمانروائے کل قوائے عالیہ جرنیل جان محمد خان صاحب ہی ہیں۔ یہ جرنیل وہی ہیں جنہوں نے حال ہی میں ترکمانوں پر ایک ایسی نمایاں فتح حاصل کی ہے جس سے موجودہ انقلاب پر بڑا اثر پڑا ہے۔ چونکہ یہ صوبہ کے گورنر بھی ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کی کوشش کی۔ اور انہوں نے اپنی خاص تحریر کے ذریعہ میرے لئے وقت مقرر فرما دیا۔ ملاقات کے لئے جو وقت مقرر تھا میں اس پر جرنیل صاحب موصوف سے ملنے کے لئے گیا۔ اتفاقاً اسی روز ترکمانوں پر فتح پانے کے اعزاز میں موجودہ شاہ ایران کی طرف سے ان کے لئے طہران سے کئی موٹروں میں بڑی شان و شوکت سے تحائف اور نشان حمائل (تمغہ) آیا تھا۔ جس کی تقریب پر ان کے محل کے اندر اور باہر فوج ہی فوج نظر آتی تھی فوجی افسر اپنے طلائی تمغوں اور زرق برق وردیوں میں ملبوس ان کے برآمدے میں ان کی انتظار میں کھڑے تھے تاکہ ان کے پہنچنے پر سلامی اتاری جائے۔ اور پھر فوجی اور سول افسروں کے ساتھ ان کا فوٹو لیا جائے۔ چونکہ ملاقات کے لئے بھی یہی وقت مقرر تھا۔ اس لئے میں مجبور تھا کہ وقت پر حاضر ہوتا۔ عام فوج اور فوجی باجا میں سے تو میں گذر گیا۔ لیکن جب میں فوجی افسروں کے پاس پہنچا تو بعض افسروں نے آگے ہو کر مجھے روکنا چاہا۔ چونکہ میرے تمام کپڑے اور اسباب وغیرہ سرحد پر روسیوں نے چھین لئے تھے۔ اس لئے میرے پاس سوائے پہنے ہوئے کپڑوں کے اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ اور جو جبہ میں پہنے ہوئے تھا۔ وہ کئی سالوں کے استعمال سے کچھ زیادہ پرانا ہو گیا تھا۔ جسے سردی کی وجہ سے کمر پر میں نے رسی سے باندھا ہوا تھا۔ بغیر جراب کے میں پنجاب کا جوتا پہنے تھا۔ جس کی کئی جگہ سے میں نے مرمت کی ہوئی تھی۔ میری یہ حالت دیکھ کر مجھے بعض فوجی افسروں نے روکا۔ مگر چونکہ جرنیل موصوف کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر میرے پاس تھی۔ اس لئے اس کو دیکھ کر بعض بڑے افسر اور آگے لے گئے ÷

بعض ہندوستانی دوستوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں لباس اور جوتا وغیرہ مستعار لیکر ملاقات کے لئے جاؤں۔ لیکن میرے دل نے اس لئے بات کو نہ مانا۔ کہ میں جب ان کپڑوں سے اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور شرفیاب ہو سکتا ہوں اور جب اپنے اور ان کے مالک خدائے قدوس کے دربار عالی میں ان پھٹے پرانے اور بوسیدہ کپڑوں سے حاضر ہو سکتا ہوں۔ تو میں ان دنیاوی حاکموں کے دربار میں ان کپڑوں سے کیوں باریابی نہیں پا سکتا۔ پس میں نے انہیں کپڑوں سے ان کی خدمت میں پہنچنے کا ارادہ کیا۔ اور اسی سادگی کے ساتھ جرنیل موصوف کے پاس پہنچا۔ اگر میں ملبوسات فاخرہ زیب تن کر کے وہاں جاتا۔ تو شاید اللہ تعالیٰ مجھے تمام امراء و عمائد اور افسروں سے عام واقفیت کا موقعہ نہ دیتا۔ جو اس نے اس سادہ لباس میں مجھے عطا فرمایا ÷

گو ملاقات کا وقت تنگ تھا۔ لیکن میں نے تبریک کے بعد سلسلہ کے حالات۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی۔ مرکزی حالات۔ بیرونی مشنوں۔ اخباروں۔ لنڈن کی مسجد۔ شکاگو مسجد اور تمام خدمات اسلامیہ کا مختصر حال بیان کیا۔ اور ساتھ ہی برادرم مولوی ظہور حسین صاحب کا ملک روس میں جانے کا حال بھی سنایا۔

برسبیل تذکرہ میں نے یہ بھی بتلایا کہ میرے والدین دراصل افغان یوسف زئی ہیں۔ لیکن اب میرا اصل وطن قادیان ہے اور میں ہی نہیں بلکہ کئی ایک افغان مظالم افغانیہ سے تنگ آکر قادیان ہجرت کر چکے ہیں۔ ازاں بعد میں نے ایران اور افغانستان کے والیان ملک میں فرق بتلایا۔ کہ افغانستان تو ہمارے آدمیوں کو کمال بے دردی کے ساتھ قتل کرواتا ہے۔ لیکن ایران ہمارے آدمیوں کو اپنے دربار میں شرف باریابی بخشتا ہے۔ افغانستان کے متعلق ذکر کرتے ہوئے میں نے کہا۔ اگر امیر افغانستان ہمارے آدمیوں کا قتل خوست کی بغاوت سے پہلے یا کچھ عرصہ بعد کراتا۔ تو یہی خیال کیا جاتا کہ مذہب کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس نے یہ خطرناک گناہ کیا۔ مگر اس نے بغاوت دور کرنے کیلئے ایسا کیا پھر اگر احمدی فی الواقع باغی تھے۔ تو اس کے لئے یہ مناسب تھا کہ ایک اعلان عمومی کے ذریعہ انہیں خارج البلد کر دیتا۔ لیکن اس نے وہ طریق اختیار کیا۔ جو قیامت تک حکومت افغانیہ پر داغ کی طرح قائم رہے گا ÷

ایک نسخہ کتاب دعوۃ الامیر فارسی بطور تحفہ پیش کی گئی۔ جسے قبول کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ میں ضرور اسے پڑھوں گا۔ لیکن چونکہ عدیم الفرصت ہوں۔ اس لئے دو تین ماہ میں ختم کرونگا۔

موسم سرما میں جو فقرا اور مساکین سردی اور فاقہ کی بلاء سے تلف ہوئے۔ ان کی طرف بھی توجہ دلائی اور عرض کیا کہ ایسے لوگوں کے لئے ایک خیرات خانہ کھولنا چاہیئے۔ انہوں نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں نہ صرف یہ کرونگا کہ ایک خیرات خانہ جاری کروا دوں گا بلکہ یہ بھی کروں گا کہ ایسے لوگوں کی آئندہ زندگی بہتر بنانے کے سامان بھی کروں گا۔ آخر میں ان کا بہت بہت شکریہ ادا کر کے واپس آگیا۔

ہندوؤں میں جانوروں کی قربانی

ہندوؤں اور خاص کر آریہ سماجیوں کی طرف سے کہا ہی نہیں جاتا۔ بلکہ اس بات پر بحث و مباحثہ کیا جاتا ہے کہ ہندو دہرم میں جانوروں کو ذبح کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اور مسلمان ایسا کرتے ہوئے بے زبان جانوروں پر ظلم عظیم کرتے ہیں۔ اگرچہ خود ہندو بھی کسی طرح سے جانوروں کے مارنے کا ارتکاب کرتے ہیں اور اب جبکہ ڈاکٹر بوس نے جو خود ہندو ہیں۔ یہ ثابت کر دیا ہے کہ نباتات میں بھی اسی طرح زندگی پائی جاتی ہے۔ جس طرح حیوانات میں تو ہندوؤں کا سبزی کھانا بھی گوشت خوری کے مساوی ہو گیا ہے۔ لیکن جانوروں کے مارنے اور شکار کرنے کا ثبوت نہ صرف ہندوؤں کی پرانی مذہبی کتب سے ان کے بڑے بڑے رشیوں اور بزرگوں کے متعلق ملتا ہے بلکہ اب تک کئی علاقوں میں ہندو اپنے مذہبی تہواروں میں جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "تیج" (۱۲ اگست) نے مدراس کا ایک تار شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ سکندر آباد کے علاقہ میں "ماتا پوجا" کے تہوار پر ہندو اپنے بیرکھوں میں بکروں اور بھینسوں کی قربانی کرتے ہیں اور نہایت بے رحمی اور بیدردی سے جانوروں کو ہلاک کرتے ہیں۔ مثلاً زندہ جانور کی کھال کھینچ لیتے ہیں۔

ان حالات میں گوشت خوری پر اعتراض کرنا ہندوؤں کے لئے کہاں تک مناسب ہے۔ یہ وہ خود ہی بتلا سکتے ہیں۔ اسلام نے گوشت خوری کی اجازت دی ہے۔ اور اسی طرح اس کو جائز رکھا ہے جس طرح اور دنیا کی چیزیں انسان کے لئے جائز بنائی گئی ہیں۔ لیکن اس بات سے سختی سے منع کیا ہے۔ کہ کسی جانور کو ایسے رنگ میں ذبح کیا جائے کہ لمبے لمبے عرصہ تک جان کنی کی تکلیف برداشت کرنا پڑے ؀

ہندوؤں سے خرید و فروخت

ان مذہبی اور اقتصادی نقصانات کی وجہ سے جو مسلمانوں کو ہندوؤں سے عام خرید و فروخت کرنے اور خاصکر کھانے پینے کی چیزیں خریدنے سے پہنچ رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ کم از کم خورد و نوش کی ایسی چیزیں جنہیں صرف کسی مسلمان کا ہاتھ لگ جانے کی وجہ سے ہی۔ ہندو ناپاک قرار دیدیتے ہیں۔ ان سے نہ خریدا کریں۔ لیکن بجائے اس کے کہ اس نہایت مفید مشورہ کی قدر کی جاتی اور اس پر عمل شروع کر دیا جاتا۔ بعض مسلمان حلقوں سے ہی اس کی مخالفت کی گئی۔ اور اسے ہندو مسلمانوں میں منافرت پیدا کرنے کا باعث بتایا گیا۔ حالانکہ اگر یہ منافرت کی وجہ ہو سکتی ہے۔ تو پہلے ہی موجود ہے۔ جبکہ ہندو مسلمانوں کے ہاتھ سے اس قسم کی کوئی چیز لیکر استعمال نہیں کرتے۔ اور نہ اپنی ایسی چیزوں کو ہاتھ لگانے دیتے ہیں۔ باوجود اس کے مسلمانوں نے اس بارے میں بھی ہندوؤں کی دلداری اسی طرح ضروری سمجھی۔ جس طرح قربانی گائے وغیرہ کے متعلق سمجھی تھی۔ لیکن اب جبکہ زمانہ انہیں خرید و فروخت کے نقصانات سمجھا رہا ہے تو وہ خود اس کے خلاف تحریک کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار تیج (۱۲ اگست) میں دہلی کے ایک مولوی صاحب کی تقریر شائع ہوئی ہے۔ جس میں انہوں نے مسلمانوں کو مخاطب ہو کر کہا:-

"ہم پر کیوں نہ ہندو غالب رہیں گے۔ جبکہ ہم دھوتی پرشادوں سے سودا خریدیں۔ جن کی دھوتیوں پر خدا جانے کتنے چھوٹا نک پیشاب خشک ہوا ہو گا۔ جن کے جسم ناپاک ہوں۔ جن کی دھوتیاں مانند کیچڑ کے ہوں۔ اور ان دھوتیوں سے پیتے پونچھ پونچھ کر تم کو ان پر سودا دیا جائے"

علاوہ اور وجوہات کے ہندوؤں سے کھانے پینے کی چیزیں نہ خریدنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ وہ نہایت غلیظ رہتے اور میلے کچیلے کپڑوں سے برتن اور ہاتھ پونچھتے رہتے ہیں۔ پھر بھی انہیں کتا، بلی اگر ان کے برتنوں میں منہ ڈال جائیں۔ تو انہیں کوئی پرہیز نہیں ہوتا۔ مگر مسلمان کا پاک و صاف ہاتھ لگنا بھی انہیں گوارا نہیں۔ پھر کیسی بے غیرتی ہے۔ اگر مسلمان چوہڑے چماروں کی طرح دکان سے پرے ہٹ کر کھڑے کھڑے اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی دیکر ایسی چیزیں خریدیں۔ جن کے ناپاک ہونے کے کافی شبہات موجود ہیں ؀

نماز کے وقت باجا بجانا روک دینا

آجکل جبکہ ہندو صاحبان مسجدوں کے پاس باجا نوازی پر خاص طور سے زور دے رہے ہیں۔ اور اسی وجہ سے کئی مقامات پر کشت و خون ہو چکے ہیں۔ بنگال کے مشہور و معروف سوراجی لیڈر مسٹر ٹی سی گوسوامی کا تازہ بیان جو انہوں نے اخبار فارورڈ میں شائع کیا ہے۔ خاص طور پر ہندوؤں کے پڑھنے کے قابل ہے۔ مسٹر گوسوامی لکھتے ہیں:-

"نماز کے وقت باجا روک دینا تقاضائے تہذیب و شائستگی ہے۔ مجھے سمجھوتہ وغیرہ سے قطع نظر کر کے ہر ایک مہذب شخص کو پورا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور اوقات باہمی مشورے سے طے کر لینے چاہئیں۔ باجا نہ صرف یہودیوں کے معبدوں۔ گرجاؤں۔ ہسپتالوں کے آگے لازمی طور پر بند کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر ایک ایسے مکان کے سامنے سے جس میں کوئی شخص بیمار ہو۔ باجا بند کرنے کے لئے کہا جائے۔ تو کسی جلوس کو اس کا اختیار نہیں ہے کہ وہ اسوقت سڑک پر اپنے حقوق پر اصرار کرے"

کسی مذہب و ملت کے لوگوں کی عبادت گذاری میں خلل اندازی فی الواقع حد درجہ کی بد تہذیبی اور غیر شائستگی ہے۔ لیکن جرأت ہے، ہندوؤں کے بڑے بڑے لیڈر مسجدوں کے پاس عین نماز کے وقت باجا بجانے میں ہی تہذیب اور شائستگی سمجھتے ہیں۔ جو صریح طور پر ان کی ہٹ دھرمی اور فتنہ انگیزی ہے۔ ہم جہاں ہندوؤں کو ایک معزز ہندو لیڈر کے مندرجہ بالا الفاظ کی طرف خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں مسلمانوں سے بھی کہیں گے۔ کہ سوائے ان اوقات کے جبکہ نماز ہو رہی ہو یا درس و تدریس یا وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری ہو۔ دیگر اوقات میں باجا نہ بجانے پر اصرار نہ کریں ؀

کیا ویدک دہرم عالمگیر دہرم ہے؟

اسلام کے اس دعویٰ کو دیکھ کر کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے پہلے آریوں نے یہ دعوےٰ کیا۔ کہ ویدک دہرم عالمگیر دہرم ہے اور اب سناتنی بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ مگر دونوں میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ آریہ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ دیگر مذاہب کے لوگ ویدک دہرم میں داخل ہو کر وہی درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جو جنم کے ہندوؤں کو حاصل ہے۔ لیکن سناتنی اس کے قائل نہیں ہیں۔ اور سچ پوچھو۔ تو آریوں کا بھی صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ آج تک کسی ایک بھی دوسرے مذہب کے شخص کو شدھ کر کے انہوں نے اس بات کا ثبوت نہیں دیا۔ کوئی اعلیٰ ذات کا آریہ اس کو رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ کھان پان میں بھی اس سے قدیمی ہندوؤں کی طرح سلوک نہیں کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں اخبار پرکاش (۱۴ اگست) کا سناتنیوں کے اس بیان پر مضحکہ اڑانا مناسب نہیں ہے کہ:-

"جو پرش رام اور کرشن کا بھگت ہے۔ اس کے لئے سناتن دہرم کا دروازہ کھلا ہے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ ان چاروں ورنوں (برہمن۔ کھتری۔ ویش۔ شودر) میں سے اس کو کوئی ورن نہیں دیا جا سکتا"

کیونکہ عملی طور پر آریہ بھی یہی کر رہے ہیں۔ اور ان کا ویدک دہرم کے عالمگیر ہونے کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ ورنہ کوئی ایک ہی مثال وہ ایسی پیش کریں۔ کہ انہوں نے کسی غیر مذہب کے آریہ ہونے والے کی شادی کسی اعلیٰ ذات کے اچھی پوزیشن رکھنے والے ہندو کے ہاں کی ہو۔

علاوہ ازیں ویدک تعلیم بھی ایسی ہے۔ جس پر نہ صرف ساری دنیا کے لوگوں کا اپنے ملکی حالات کے تغیر کے ماتحت عمل کرنا ناممکن ہے بلکہ خود آریہ بھی اس پر عمل پیرا نہیں ہیں

صحابہ کرامؓ کے دو عظیم الشان اجماع وفات مسیح پر

(۱)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جاں نثاری وارفتگی اور عاشقانہ محبت کو دیکھتے ہوئے ایک لحہ کے لئے بھی یہ وہم نہیں کیا جاسکتا۔ کہ آپ پر وہ کسی دوسرے نبی کو کسی نوع کی بھی تفضیلت دیتے تھے۔ چہ جائیکہ یہ کہا جائے۔ کہ ان کا اعتقاد تھا۔ کہ سردار دو جہاں زیر زمین مدفون اور حضرت عیسےٰ بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں" (حاشا وکلا) نامعلوم ان بزرگ ہستیوں کی طرف یہ عقیدہ کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔ جبکہ انہوں نے ایک نہیں۔ بلکہ دو دفعہ عظیم الشان اجماع کے ذریعہ اس حقیقت پر مہر کردی۔ کہ حضرت عیسیٰ بھی دیگر انبیاء کی طرح اس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے انتقال فرما گئے۔ چنانچہ حضور سرور کائناتؐ کی وفات حسرت آیات کے موقعہ پر جب حضرت عمرؓ فرما رہے تھے کہ جو آپکو وفات یافتہ قرار دے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سب صحابہؓ کے سامنے حسب ذیل خطبہ پڑھا:۔

"اَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ اِلٰی قَوْلِهٖ الشَّاكِرِيْنَ (بخاری (کتاب المغازی باب مرض النبیؐ جلد ۳ صفحہ ۹۲ مطبوعہ مصر)

"جو تم میں سے آنحضرت صلعم کی عبادت کرتا تھا۔ وہ جان لے کہ آج آپؐ فوت ہوگئے ہیں۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اسے واضح رہے۔ کہ اللہ تو ہمیشہ زندہ اور غیر فانی ذات ہے۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک رسول ہیں۔ اور آپؐ سے پہلے تمام رسول فوت ہوچکے ہیں"

حضرت ابوبکرؓ کا یہ خطبہ صحابہؓ بالخصوص حضرت عمرؓ کی آنکھیں کھولنے والا تھا۔ انہوں نے آیت قرآنی کی بنا پر یقین کر لیا۔ کہ بے شک آنحضرت صلعم فوت ہوگئے ہیں۔ کیونکہ آپ سے پہلے بھی تمام رسول فوت ہوچکے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ایک بھی گذشتہ نبی زندہ ہوتا تو وہ فرط محبت کے باعث آپ کی موت کے قائل نہ ہوتے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا بھی ہے کہ پہلے حضرت عمرؓ فرما رہے تھے۔ کہ حضورؐ زندہ ہیں۔ اِنَّمَا رُفِعَ اِلَى السَّمَاءِ كَمَا رُفِعَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (جمع الکرامہ صفحہ ۱۱) جیسے حضرت عیسےٰ اٹھائے گئے۔ ویسے ہی آپؐ کا بھی رفع ہوا ہے۔ اور آپؐ بھی دوبارہ تشریف لائینگے۔ مگر حضرت ابوبکرؓ کے زبردست استدلال اور آیت قرآنی کی نص نے انہیں یقین دلایا۔ کہ نہ صرف آپؐ ہی فوت ہوئے ہیں۔ بلکہ جمیع انبیاء کرام بھی وفات پاگئے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ خاموش ہوگئے۔ اور باقی صحابہؓ نے بھی سکوت اختیار کرکے حضرت عیسےٰ کی موت پر مہر یقین ثبت کردی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

"وَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِيْ رِجْلَايَ وَحَتّٰى اَهْوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ" (بخاری جلد ۳ صفحہ ۶۵)

"بخدا جب میں نے حضرت ابوبکرؓ کو آیت وَمَا مُحَمَّدٌ پڑھتے سنا۔ تو میں سمجھا۔ کہ یہ آیت تو مجھے ابھی معلوم ہوئی ہے۔ پھر تو میرے پاؤں میں طاقت نہ رہی۔ اور میں زمین پر گر پڑا۔ کیونکہ ابوبکرؓ نے بیان فرمایا۔ کہ آنحضرتؐ فوت ہوگئے ہیں"

دیگر صحابہؓ کا بھی یہی حال تھا۔ چنانچہ حضرت حسانؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ۔ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ۔ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

"اے نبیؐ! تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ تیرے مرنے سے میری آنکھ اندھی ہوگئی۔ تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو تیرا ہی ڈر تھا۔ کہ تو فوت نہ ہو جائے"

آہ! کہاں یہ وارفتگی اور کہاں موجودہ مسلمانوں کے خیالات ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

صحابہ کرامؓ کا یہ زبردست اجماع روز روشن کی طرح بتا رہا ہے۔ کہ کوئی صحابیؓ بھی حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کا معتقد نہ تھا۔ اگر کوئی روایات نصاریٰ کے ماتحت ان کو زندہ بھی سمجھتا تھا۔ تو حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ نے اس کی غلطی کا ازالہ کردیا۔ اور سب صحابہؓ کا اس مسئلہ میں واحد مسلک (وفات مسیحؑ) ہوگیا۔

(۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ ممبر پر چڑھے اور فرمایا:۔

"اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ قُبِضَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ لَمْ يَسْبِقْهُ الْاَوَّلُوْنَ وَلَا يُدْرِكُهُ الْاٰخِرُوْنَ قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُهُ الْمَبْعَثَ فَيَكْتَنِفُهُ جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يَنْثَنِيْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ لَهٗ وَمَا تَرَكَ اِلَّا سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ اَرَادَ اَنْ يَّشْتَرِيَ بِهَا خَادِمًا وَلَقَدْ قُبِضَ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِيْ عُرِجَ فِيْهَا بِرُوْحِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ" (طبقات کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۶)

"اے لوگو! آج رات وہ انسان فوت ہوا ہے۔ کہ پہلے اور پچھلے اس کے مرتبہ کو نہیں پاسکتے۔ آنحضرت صلعم آپ کو جنگ کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ تو جبرائیل آپ کے داہنے اور میکائیل بائیں ہوتا تھا۔ اور آپ بغیر فتح کئے واپس نہ ہوتے تھے۔ آپ کا ترکہ سات سو درہم ہے۔ جن کے متعلق آپ کا ارادہ تھا۔ کہ ایک غلام خریدیں۔ آپ اس رات میں فوت ہوئے جس میں حضرت عیسےٰ ابن مریم کی روح اٹھائی گئی تھی یعنی ستائیس رمضان"

اس بیان میں نہایت تصریح کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ آسمان پر جانے والی چیز صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح تھی۔ ان کا جسم آسمان پر نہ گیا تھا۔ اور پھر یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی موت کی تاریخ ۲۷ رمضان تھی۔

بھائیو عجیب حکمت الٰہی ہے۔ کہ نبی کریم صلعم کی رحلت فرمانے کے بعد اگر صحابہؓ کا کسی مسئلہ پر اجماع ہوتا ہے۔ تو وہ وفات مسیح ہے۔ اور خلافت راشدہ کے بعد بھی پہلا اجماع اسی عقیدہ پر ہوتا ہے۔ اور ہر دو وقتوں میں ہونے والا خلیفہ ہی خطبہ پڑھتا ہے۔ تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ رہ سکے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ پھر بھی بعض لوگ "مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ" پر گامزن ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے حیات مسیح کے قائل ہیں۔ یا للعجب!

عزیزو! غور کرو۔ کہ قرآنی نصوص۔ احادیثی بیانات اور اجماع کے خلاف عقیدہ رکھکر آپ کیونکر "اہل سنت والجماعت" کہلا سکتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا (مسلم باب الاسراء مجتبائی جلد ۱ صفحہ ۹۱) کیا یہ کافی شہادت نہ تھی؟ پھر آپؐ نے خود فوت ہوکر بتلا دیا۔ کہ مجھ سے پہلے بھی کوئی رسول زندہ نہیں۔ کیا اس سے آپ کی تسلی نہیں ہوسکتی؟ پھر کیا صحابہ کرامؓ کے یہ دو بین اور اظہر من الشمس اجماع آپ کو اطمینان نہیں دلا سکتے؟ اگر نہیں تو کیا اس کے برخلاف "حیات مسیحؑ" کے متعلق بھی آپ کے پاس کوئی ثبوت نص قرآنی یا اجماع صحابہؓ ہے۔ ہرگز نہیں!
اب آپ ہی خود فیصلہ فرمائیں۔ کہ کونسا فریق احق بالامن ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ انسان ہے۔ جس کے لئے یقین اور بصیرت کے دروازے کھولے گئے۔ اور اس نے حق کو پالیا۔ پیارے بھائیو! مسیح علیہ السلام کی وفات ایک یقینی امر ہے۔ وہ فوت ہوگئے! اور سنتہ اللہ کے موافق خلد بریں میں داخل ہوئے۔ اب ان کی انتظار تو نہ پورا ہوسکنے والی امید ہے۔ کیونکہ ؎

آں کہ خوبہ جنت خلدش مقام داد * چون خلاف وعدہ برون زد از دم

آنے والا آگیا۔ اب سعادت اسی میں ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہا جائے۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل سیکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان)

توضیح المرام لاصحاب البیغام

نبوت مسیح موعودؑ کے ابطال میں ہمارے غیر مبایعین حضرات سب سے وزنی بات یہ پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ حدیث "لم یبق من النبوۃ الا المبشرات" مانع نبوت ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفیق کئی بار یہ استدلال کر چکے ہیں۔ کہ اگر مبشرات جو کہ اس امت محمدیہ میں باقی رہ گئے ہیں۔ عین نبوت ہیں۔ تو اس حدیث کے معنے یوں ٹھہرے "لم یبق من النبوۃ الا النبوۃ" یعنی نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر نبوت۔ جو بالکل لغو اور بے معنی فقرہ ہے اور اس میں شک نہیں۔ کہ ان کے اس استدلال سے سادہ لوح لوگ ضرور دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ان کا یہ استدلال محض ایک سطحی خیال پر مبنی ہے۔ جس کا مقصد سوائے دھوکہ دہی کے اور کچھ نہیں ؛

میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کو جو امت محمدیہ کے اندر ہر قسم کی نبوت کے مانع ہونے میں یہ حدیث بڑی تحدی سے پیش کیا کرتے ہیں بتلا دینا چاہتا ہوں۔ کہ کسی فرد کا جزو نامکمل ہوتا ہے۔ لیکن کسی نوع کا جزو ناممکن نہیں ہوا کرتا۔ یہ ایک کلیہ ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ مثلاً "لم یبق من الجسد الا الراس" یعنی جسم میں سے کچھ نہیں رہا۔ سوائے سر کے۔ چونکہ یہ مقولہ ایک جزو کے متعلق ہے۔ اس لئے سر جو کہ جسم کا صرف ایک حصہ ہے۔ جسم نامکمل ٹھیرا۔ لیکن اسکے برعکس جب ہم یہ کہیں گے "لم یبق من الکتب الا القرآن" کہ کتابوں میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر قرآن۔ یا "لم یبق من الناس الا الافغان" لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا مگر قوم افغان۔ تو چونکہ یہ مقولہ ایک نوع کے متعلق ہے۔ اس لئے کتاب قرآن جو کہ کتابوں میں سے باقی رہ گئی۔ ناممکن نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ ہی قوم افغان بحیثیت قوم ہونے کے ناممکن ٹھہریگی۔ علیٰ ہذا بہت سی مثالیں ہیں۔ جو یہ ظاہر کر سکتی ہیں۔ کہ کسی نوع کی تخصیص ناممکن نہیں کہلا سکتی۔ اب اسی کلیہ پر حدیث مذکورہ بالا کو دیکھو اور سوچو کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اس کے یہی معنی ہوئے۔ کہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ لیکن مبشرات یا رؤیا صالحہ۔ چونکہ نبوت کی بہت سی اقسام ہیں۔ تشریعی۔ غیر تشریعی۔ بالواسطہ بلاواسطہ۔ مستقل۔ غیر مستقل۔ ظلی۔ بروزی۔ امتی۔ مجازی وغیرہ ان تمام قسموں میں سے اسی قسم کی نبوت اب اس حدیث کے مطابق اس امت محمدیہ میں باقی رہ گئی ہے۔ جو نبوت کہ مظہر مبشرات و منذرات اور رؤیا صالحہ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر تشریعی و غیر مستقل نبوت کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ اور اسی نبوت کے آپ مدعی ہیں۔ اور یہی نبوت تا قیامت جاری و ساری رہے گی۔ حضرات اہل پیغام نے نبوت کو کچھ ایسی ڈراؤنی و گھنونی شکل بنا رکھا ہے۔ کہ وہ اس امت میں جس کو خیر الامم کہا گیا۔ ہر قسم کی نبوت کو مسدود و منقطع مانتے ہیں۔ اور ان برکات و انعامات الٰہیہ سے اس امت کو محروم سمجھتے ہیں۔ مگر یہ ایمان نص قرآنی و ارشادات الٰہی و احکامات بزرگان ملت و سلف صالحین کے صریح خلاف ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا روم و حضرت محی الدین ابن عربی و دیگر سلف صالحین نے غیر تشریعی نبوت کو جاری تسلیم کیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی۔ کہ ہمارے لاہوری دوست کیوں ان دلائل و براہین قاطع کے سامنے جو کہ دربارۂ نبوت حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ اوّل نے پیش کئے ہیں۔ اس صداقت سے گریز کرتے ہیں۔ اتفاق سے حضرت خلیفہ اوّل کے درسی نوٹوں کو مطالعہ کرتے ہوئے میری نظر مندرجہ ذیل سطور پر پڑی ہے۔ جو استفادۂ عام کے لئے درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ جس سے مسئلہ نبوت پر روشنی پڑتی ہے۔ غیر مبایعین حضرات ان چند سطور پر غور فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ کس طرح وہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اوّل کی تحریروں کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو ملفوظات ۱۵ر اپریل ۱۹۰۳ء مندرجہ اخبار بدر نمبر ۱۳ جلد ۲ مجریہ ۱۷ر اپریل ۱۹۰۳ء:-

"یہ اس امت میں سابق مجددین اور مامورین کا نبی نہ پکارا جانا آنحضرت کی شان اور عظمت کو ثابت کرتا ہے۔ جس کا فخر آنحضرت صلعم کو ہی ہے۔ موسیٰ کو ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ جب موسیٰ کے بعد نبی کہلانیوالے بار بار آئے۔ اور صدہا ہزارہا آئے۔ تو اس سے موسیٰ کی کسر شان ہوئی۔ کہ جو خطاب ان کا تھا۔ وہی اوروں کو کثرت سے ملا۔ موسیٰ کے بارے میں خاتم النبیین کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ مگر آنحضرتؐ کے حق میں ہوا ہے۔ اس لئے خدا نے اس امت میں یوں کیا۔ کہ بہت سے ایسے پیدا کئے جن کو شرف مکالمہ تو دیا۔ مگر آنحضرتؐ کی شان اور عظمت کے لحاظ سے لفظ نبی کا ان کے حق میں نہ رکھا۔ لیکن اگر اس امت میں کوئی بھی نبی نہ پکارا جاتا۔ تو مماثلت موسوی کا پہلو بہت ناقص ٹھہرتا۔ اور من وجہ امت موسوی کو ایک فضیلت حاصل ہو جاتی۔ اس لئے یہ خطاب آنحضرت نے خود اپنی زبان مبارک سے ایک شخص کو دیدیا۔ جس نے مسیح ابن مریم ہو کر دنیا میں آنا تھا۔ کیونکہ اس جگہ دو پہلو مدنظر تھے۔ ایک ختم نبوت کا۔ اسے اس طرح نبھایا۔ کہ جو نبی کے لفظ کی کثرت موسوی سلسلہ میں تھی۔ اسے اڑا دیا۔ دوسری مشابہت۔ اسے اس طرح سے پورا کیا۔ کہ ایک کو نبی کا خطاب دیدیا تکمیل مشابہت کے لئے اس لفظ کا ہونا ضروری تھا۔ سو پورا ہو گیا۔ اور جو شوکت یہاں مدنظر تھی۔ وہ موسوی سلسلہ میں نہیں تھی۔ کیونکہ موسیٰ خاتم نبوت نہیں تھے"

مندرجہ بالا عبارت میں حضرات پیغام کے لئے اس سوال کا کہ اب تک ان تیرہ صدیوں میں سوائے مسیح موعودؑ کے کوئی اور نبی کیوں نہ ہوا کا دندان شکن جواب موجود ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ؛

اب میں پھر اصل مضمون کی طرف توجہ کرتا ہوا یہ خیال کرتا ہوں شاید کہ اہل پیغام میرے اس مذکورہ بالا حدیث کے معنی بیان کرنے پر یہ اعتراض کریں گے۔ کہ نفس نبوت میں تشریعی اور غیر تشریعی ہونا لازمی نہیں۔ لیکن ان کا یہ اعتراض بھی ایک غلط فہمی پر مبنی ہوگا۔ کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ بعض نبی شریعت لائے۔ اور بعض دوسرے کی شریعت پر عمل پیرا رہے۔ اور خود کوئی شریعت نہیں لائے۔ اور پھر اس امت میں خاتم النبیین نے تو فیصلہ کر دیا۔ کہ تمام فیض روحانی آنحضرت صلعم کے فیض کا اعلیٰ درجہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے جس کو مبشرات کہا گیا ہے۔ جو کہ اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے مکمل ہو کر غیر تشریعی غیر مستقل نبوت کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ اور اسی قسم کی نبوت کے مدعی ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یعنی وہ ایسے نبی ہیں۔ جو شریعت نہیں لائے۔ لیکن یہ فیض آپ نے آنحضرت صلعم کی تابعداری سے حاصل کیا ہے۔ اسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ اس حدیث کے صحیح معنی پر غور کرتے ہوئے اب ہمارے مخالف دوست کبھی بھی اس حدیث سے سد نبوت کا استخراج و استنباط نہ کیا کرینگے۔

آخیر میں میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے التجا کرتا ہوں جن کو امور دینی میں تمسخر اور تضحیک میں کافی دسترس حاصل ہے اور عالمگیر شہرت حاصل کر چکے ہیں کہ اس موضوع پر اپنی عادت جبلی کو خیرباد کہکر روشنی ڈالیں ؛

(خاکسار عبد اللطیف - مزنگ - لاہور)

امریکن تہذیب

ہر ایک تعلیم یافتہ ہندوستانی اس امر سے آگاہ ہوگا۔ کہ ملک امریکہ مختلف یورپین اقوام سے آباد ہے۔ مگر امریکن تہذیب و تمدن سے ہندوستان میں نہایت ہی کم لوگ واقف ہوں گے۔ اس کے کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو ہندوستان کو امریکہ سے نہ اتنا تجارتی نہ ہی تمدنی تعلق ہے۔ جیسے کہ یورپ سے۔ دوسرے ہندوستانیوں نے یہاں کی اتنی سیاحت بھی نہیں کی۔ جتنی کہ اور ممالک کی۔ اور درحقیقت امریکہ کے نام کو شہرت گذشتہ جنگ عظیم نے دی ہے۔ اس کے قبل ایشیائی لوگ تو درکنار۔ اکثر یورپین لوگ بھی امریکہ اور امریکن سے بہت حد تک ناآشنا تھے۔ تیسری وجہ امریکن مشنری پروپیگنڈا ہے۔ جو دو پہلوؤں پر منقسم ہے۔ اول امریکن تہذیب کی بھلائی و خوبی۔ دوم امریکن تہذیب کی بدنمائی و خرابی۔ امریکن مشنری نے صرف اول الذکر پہلو کو لیا۔ اور اسے ہر طرح کی مبالغہ آمیز تحریروں و تقریروں سے ہندوستان میں پھیلایا۔ مگر اس نے مؤخر الذکر پہلو کا ذکر کرنا معیوب خیال کیا۔ جو کہ امریکن تہذیب اور مشن کو ہی خاک میں نہیں ملا دیتا۔ بلکہ عیسائیت کو بھی جھوٹا اور ناقابل عمل مذہب ثابت کرتا ہے اور یہ بات امریکن مشن کی بے انصافی پر ایک اعلیٰ دلیل ہے۔ گو میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں ان تمام حالات کو واضح طور پر بیان کروں۔ تاہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے مختصر طور پر یہاں کے تاریخی، تمدنی، تعلیمی، صنعتی، تجارتی و اخلاقی حالات بمعہ یہاں کے Transportation, Sanitation, Communication تحریر کرتا ہوں

تاریخی واقعات

کولمبس نے ۱۴۹۲ء میں امریکن ساحل یا نئی دنیا کو معلوم کیا۔ مگر اس کے بعد ایک اور شخص بنام کیبٹ (Cabot) جو کہ دراصل وینس کا باشندہ تھا۔ مگر اس وقت انگلینڈ میں قیام کئے ہوئے تھا۔ کولمبس کی سی آرزو کے ساتھ کہ ہندوستان و چین کا پتہ لگا کر ان سے تجارتی تعلقات پیدا کرے۔ گھر سے نکلا اور ۱۴۹۷ء میں اس نے تمام براعظم امریکہ کو دریافت کر کے وہاں پر انگریزی جھنڈا گاڑا۔ اب انگریز آنے شروع ہوئے۔ دیگر یورپین اقوام بھی امریکہ کے مختلف حصوں میں وارد ہوئیں۔ امریکہ میں ایک خاکی رنگ کی نسل آباد تھی۔ اور یہ لوگ جنگلوں میں جھونپڑیاں بنا کر رہتے تھے۔ جونہی یورپین اقوام کا قدم امریکہ میں پڑا ان Red Indians کی بربادی اور ہلاکت شروع ہوئی۔ یہ ریڈ انڈین نام بھی یورپین نے ہی انکو دیا۔ اور بہت عرصہ تک ان بیچاروں کو قتل کرتے رہے جو تھوڑے سے بچ گئے۔ انہیں امریکہ کے جنوبی حصہ میں دھکیل دیا۔ جہاں پر وہ اب تک آباد ہیں۔ چونکہ تمام یورپین اقوام سے انگریز تعداد و طاقت میں زیادہ تھے اس لئے ملک کے زیادہ حصہ میں وہی آباد ہو کر قابض ہوئے۔ ۱۷۷۶ء تک انگریز امن سے رہے۔ مگر اس سال امریکن قوم جو کہ زیادہ تر انگریزی نسل سے ہی تھی۔ انگریزی حکومت سے بھی تنگ آ گئی۔ اور آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس آزادی چاہنے والی قوم کا لیڈر جارج واشنگٹن تھا۔ آزادی کا اعلان ہونا تھا کہ انگریزی فوج و امریکن قوم کی لڑائی شروع ہو گئی۔ آخر فرانس کی مدد سے ۱۷۸۹ء میں امریکن قوم غالب آئی۔ اور فاتح جرنیل واشنگٹن امریکہ کا پہلا پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔

امریکہ کی ترقی اور اسکے وجوہات

آزادی ترقی اور خوشحالی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اور بغیر قابلیت کے کوئی قوم آزادی حاصل نہیں کر سکتی۔ اب ملک آزاد ہو چکا تھا۔ قوم ہوشیار و چست تھی۔ قومی، ملکی، تاریخی و طبعی حالات اس امر کے مقتضی تھے۔ کہ قوم بڑھے اور ترقی کرے۔ قومی زبان، نسل، مذہب اور تہذیب ایک ہی تھے۔ پھر اندریں حالات کونسی چیز تھی۔ جو اس کی ترقی میں حائل ہوتی۔ ملک اس قدر وسیع اور زرخیز تھا جو کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ ہر قسم کی کانوں، دریاؤں اور جنگلوں کی کثرت تھی۔ اور ہے۔ اور سولیزیشن بنانے کے لئے انہی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیم میں بھی یہ قوم کسی سے پیچھے نہ تھی۔ کیونکہ آزادی کی تمنا سے پہلے تعلیم کا کافی چرچا ہو چکا تھا۔

امریکہ کی پہلی یونیورسٹی

ریورینڈ جان ہاورڈ نے ۱۶۳۶ء میں ہاورڈ یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی۔ قوم کے دل میں تعلیم کیلئے اس قدر پیاس تھی کہ اس یونیورسٹی کو جاری رکھنے اور ترقی دینے کے لئے ہر ایک گھرانہ قریباً ۱۵ سیر غلہ یا ۱۲ پنس نقدی سالانہ چندہ دیتا۔ اس اخلاص و قربانی کی وجہ سے یہ یونیورسٹی اچھی طرح سے چلی۔ اور اس نے ایسے نوجوان نکالے۔ جنہوں نے ملک کے تمام محکمہ جات کو سنبھالا اور ترقی دی۔ اس قوم کا مقولہ تھا کہ "علم بزرگوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہیئے" اس یونیورسٹی کا قائم ہونا ہی تھا۔ کہ تمام ملک میں تعلیم کا عام چرچا ہو گیا۔ اور ۱۶۳۹ء میں یہاں پہلا چھاپہ خانہ کھولا گیا۔ اور ۱۷۰۴ء میں پہلا اخبار شائع ہوا۔ ناظرین ان حالات سے خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امریکن قوم کے پاس اپنی دولت و طاقت کے وسیع کرنے کے لئے ہر شے مہیا تھی۔ چونکہ قوم محنتی تھی۔ اور موجودہ ترقی حاصل کرنے کی خاطر بہت محنت و قربانی کی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے مقصد کو پائے۔ اسی قربانی اور محنت کا نتیجہ ہے کہ امریکہ آج دنیا میں سب سے زیادہ دولتمند ہے۔ اور طاقت میں دنیا کی فرسٹ ریٹ پاورز میں شمار کیا جاتا ہے۔ تجارت و صنعت میں بھی لاثانی ہے۔ اور یہ اسی قربانی کی برکت ہے کہ جہاں کہیں کوئی امریکن چلا جائے۔ کوئی ترچھی نگاہ سے اسکو نہیں دیکھتا

ملک کی تعلیمی حالت

اس ملک میں ۴۸ ریاستیں ہیں۔ اور ہر ایک ریاست میں ایک سرکاری یونیورسٹی قائم ہے۔ جو کہ ہر قسم کی تعلیم خواہ علمی ہو یا تجارتی۔ صنعتی ہو یا طبی۔ پولیٹیکل ہو یا تھیالوجیکل۔ انجنیئرنگ ہو یا سائنٹیفک۔ غرضکہ ہر مضمون میں کورس دیتی ہے۔ تمام ملک میں ۱۰۵ جونیئر کالج ہیں۔ جو کہ ایف۔ اے یا ایف۔ ایس۔ سی تک تعلیم دیتے ہیں۔ ان میں فیس بھی نہیں لیتے۔ اور کتابیں بھی مفت ملتی ہیں۔ ان کے علاوہ اس ملک میں قریباً ۷۵۰ پرائیویٹ کالج و یونیورسٹیاں ہیں۔ نائٹ سکولز، پرائیویٹ و پروفیشنل کالج چھوڑ کر صرف یونیورسٹیوں میں ۱۰۷۷۵۴ لڑکے اور ۲۶۸۴۲۲ لڑکیاں لٹریچر، کامرس، سائنس اور آرٹس کی تعلیم پا رہے ہیں۔ انکے علاوہ ۵۳۹۳۵ طلباء۔ جنرل، سول، مکینکل، الیکٹریکل، مائننگ اور کیمیکل انجنیئرنگ میں داخل ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں پر ۲۷۶۸۸۱ مڈل و ہائی سکول ہیں۔ اور ان مڈل و ہائی سکولوں پر قریباً ساٹھ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یونیورسٹیوں اور کالجوں کے اخراجات اس میں شامل ہوں تو یہ رقم اور بھی کئی درجہ بڑھ جائے۔ برعکس اس کے ہندوستان کا سارا تعلیمی خرچ قریباً ۲۰ کروڑ روپیہ سالانہ ہے۔ امریکہ میں ۹۵ فیصدی لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ہندوستان میں صرف ۵ فی صدی۔ یہاں ایک صد سے اوپر یونیورسٹیاں ہیں ہندوستان میں صرف ۹ یا ۱۰ ہیں۔ اگر یہاں کے نائٹ سکول اور ان کے اخراجات دیکھے جائیں۔ تو عقل حیران رہ جاتی ہے ان تعلیمی اخراجات۔ تعداد یونیورسٹی و سکول اور طلباء کی کثرت سے ہر ایک دماغ اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ یہ ملک بلحاظ تعلیم کس درجہ پر ہے۔ جو قوم اپنی تعلیم کے لئے اس قدر روپیہ خرچ کرے۔ وہ اگر دنیا میں سب سے زیادہ دولتمند اور ہوشیار نہ ہو تو کیا ہو۔

فلسفہ صنعت و تجارت

جو قوم صنعت و تجارت میں پیچھے ہو۔ وہ کبھی آزاد نہیں ہو سکتی۔

آزادی بغیر خوشحالی کے کیا چیز ہے۔ اور خوشحالی کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔ جبکہ قوم میں تجارتی و صنعتی اوصاف ہی نہیں۔ جس قوم میں یہ ہر دو علم نہیں۔ وہ نہایت ہی بدقسمت قوم ہے اور وہ کبھی اپنی غربت۔ کمزوری اور غلامی سے نجات حاصل نہیں کر سکتی۔ اعلیٰ تجارت اس کا نام ہے۔ جو علم و دماغ سے کی جائے۔ جس میں بہت لیبر اور زیادہ گھنٹے کام نہ کرنا پڑے اور فائدہ بھی زیادہ ہو۔ پھر اعلیٰ تجارت اسے کہتے ہیں۔ جس کے ذریعے سے ملکی یا قومی روپیہ باہر نہ جائے۔ بلکہ اگر ممکن ہو سکے تو اپنے شہر یا ریاست سے باہر نہ جانے دیا جائے۔ اور اپنے شہر ریاست اور ملک میں وہ ذرائع پیدا کرے۔ جن سے صرف ملک کا روپیہ ہی ملک میں رہے۔ بلکہ اپنی تجارتی و صنعتی لیاقت کی وجہ سے غیر ممالک کا روپیہ اپنے ملک میں لائے۔ اور غیر ممالک کی وہ رقم اپنے ملک میں لانی اچھی ہے۔ جو کہ تیار شدہ مال کے ذریعہ سے آئے۔ نہ کہ کچے مال سے۔ پھر تجارت پڑھنے اور سیکھنے سے آتی ہے۔ اور یہاں پر اکثر طلباء آرٹس اور فلاسفی کی بجائے سائنس اور کامرس لیتے ہیں۔ اور انہی مضامین میں بیچلر۔ ماسٹر اور ڈاکٹر کی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں۔ اور یہی طلباء ہیں۔ جن پر قومی بہبودی و ترقی کا انحصار ہے یہی دو علوم ہیں۔ جنھوں نے تمام یورپ کو امریکہ کا مقروض بنا رکھا ہے اور یہی علوم ہیں۔ جنھوں نے ۱۹۱۴ء میں جرمنی کو جنگ پر آمادہ کیا تھا اور انہی کے ناز پر جرمنی اکیلا ۵ سال تک تمام یورپ و امریکہ سے لڑتا رہا۔ جاپانی ہسٹری پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپانی قوم کی حالت نہایت ہی ابتر تھی۔ مگر جب سے اس نے ان دو علوم کی طرف توجہ کی۔ سو اب جاپانی کسی یورپین سے کم نہیں ؏

امریکن تجارت و صنعت

یہ ملک تجارت و صنعت میں اپنی آپ ہی مثال ہے۔ اگر کوئی شخص امریکہ کی طاقت اور دولتمند ہونے کا راز معلوم کرنا چاہے تو وہ سوائے تجارت و صنعت کے اور کچھ نہیں۔ بوجہ اسکے زرخیز اور وسیع ہونے کے اس میں ہر قسم کا کچا مال کثرت سے موجود ہے۔ اور اسے کسی قسم کا کچا مال باہر سے منگوانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سوائے چند معمولی اشیاء کے۔ اور اگر وہ بھی نہ آویں تو بھی اس ملک کی اندرونی تجارت و صنعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ ملک کسی قسم کا پختہ یا تیار شدہ مال غیر ممالک سے نہیں لیتا سوائے چند ایک novelties کے جو کہ ملکی ضروریات سے زائد ہیں۔ یہ اس تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ یہ ملک تجارت میں اسقدر بلندی پر پہنچا ہوا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس ملک میں کافی ذرائع ہیں۔ اس لئے یہ ملک تجارت میں ترقی پر ہے مگر ساتھ ہی اس ترقی کی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ یہ قوم ان قدرتی ذرائع کا استعمال بھی جانتی ہے۔ اور انہی ذرائع کے استعمال کے لئے کروڑہا روپیہ سالانہ کالجوں و یونیورسٹیوں پر خرچ کیا جاتا ہے ہندوستان میں کافی ذرائع ہیں۔ کثرت کے raw material ہیں مگر ہندوستان ان ذرائع کے استعمال نہیں جانتا۔ یورپین بھی اس بات کے شاہد ہیں۔ کہ امریکہ تجارت و صنعت میں نہایت ہی ترقی پر ہے۔ جس کی مثال یورپ میں بھی نہیں ملتی۔ جتنی قسم کی مشینیں فرنیچر۔ چمڑے۔ موٹر گاڑیاں۔ سامان بجلی۔ ادویات۔ ہارڈ ویئر وغیرہ یہاں پر بنتے ہیں اتنے اور کسی ملک میں نہیں بنتے۔ اگر امریکہ کے کارخانے ایک طرف رکھے جائیں۔ اور تمام ایشیاء۔ افریقہ۔ آسٹریلیا اور جنوبی امریکہ ملا کر دوسری طرف تو بھی امریکہ کے کارخانے تعداد و مقدار میں بڑھ جائینگے۔ یہاں پر آئے دن کوئی نہ کوئی نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے۔ جس سے تجارت و صنعت کو زیادہ ترقی ملتی ہے۔ جیسے یہ ملک تعلیم۔ تجارت و صنعت میں یکتا ہے ویسے ہی یہ ملک صفائی و حفظان صحت۔ باربرداری و سلسلہ پیغام رسانی میں بھی اعلیٰ درجہ پر ہے۔ تمام ملک بھر کے شہروں کی سڑکیں سیدھی کشادہ اور مصفّٰی ہیں۔ گھر روشن و ہوادار اور خوبصورت ہیں گھروں کی غلاظت کے نکالنے کا نہایت عمدہ انتظام ہے۔ ہر گھر کی غلاظت لوہے کے نلوں کے ذریعے سے شہر کے باہر پھینکتے ہیں۔ اور یہ نل زمین کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ پاخانہ بھی flush system کے ذریعہ انہی نلوں میں پھینکا جاتا ہے۔ اور بھنگی کی بالکل ضرورت نہیں۔ ہر ایک گھر میں بجلی گیس لگی ہوئی ہے۔ لکڑی اور کوئلہ کی جگہ گیس کام دیتی ہے۔ روشنی پنکھے اور گرمی کی بجائے بجلی سے کام لیا جاتا ہے۔ بہت ہی کم گھر ایسے ہونگے۔ جن میں فون نہ لگی ہو۔ جس کے ذریعہ سے گھر بیٹھے بٹھائے جس سے چاہیں بات کر سکتے ہیں۔ صرف اپنے شہر میں ہی نہیں۔ بلکہ ملک کے ہر ایک شہر کے ساتھ۔ امراء لوگ تو گھر بیٹھے بٹھائے دکانوں سے سودا وغیرہ منگوا لیتے ہیں۔ لوگوں کی آمدنیاں بھی ایسی ہیں۔ جن سے یہ سب اخراجات پورے کر سکیں۔ ان چیزوں کے علاوہ اب لوگ Radio گھروں میں لگا رہے ہیں۔ جن کے ذریعہ تمام ملک کا گانا بجانا و لیکچر سن سکتے ہیں۔ موٹروں کی کثرت تو اب بجائے آرام کے مصیبت ہو گئی ہے۔ لوگ موٹروں کے نیچے آکر مر جاتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء میں صرف بڑے شہروں میں ۷۰۳۲ آدمی موٹروں کے نیچے آکر مرے۔ اور زخمی اس سے چار گنا زیادہ ہوئے ڈاک بڑے شہروں میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے آتی جاتی ہے پیغام رسانی عام طور پر فون۔ تار اور Radio سے کی جاتی ہے۔ ریلوے کمپنیاں کئی سو ہیں۔ اور بڑے شہروں کو کئی کئی لائنیں جاتی ہیں۔ اور ریل میں بہت ہی آرام ہوتا ہے۔ ریلوے انتظام ایسا احسن ہے۔ کہ کیلی فورنیا کا پھل صحیح سلامت نیویارک پہنچایا جاتا ہے ان دو ریاستوں کے درمیان ۳ ہزار میل کا فاصلہ ہے۔

شکاگو

شکاگو دنیا میں سب سے بڑا ریلوے سنٹر ہے یہاں پر فی منٹ ۷۰ ریلیں گذرتی ہیں۔ اس سے اندازہ لگالیں کہ یہاں پر کتنے ریلوے سٹیشن اور ریلیں ہیں۔ اس شہر میں پانچ ہزار میل لمبا ریلوے ٹریک ہے۔ اور یہ ٹریک ان ٹریکوں کے علاوہ ہے جو کہ فیکٹریوں میں مال گاڑیاں لانے کے لئے رکھا گیا ہے۔ شکاگو کا دعویٰ ہے۔ کہ اسکے اندر اتنے چمڑہ جات بنتے ہیں جو کہ تمام دنیا کے کارخانے ملکر بھی نہیں بنا سکتے۔ اور یہاں پر قتل۔ راہزنی۔ طلاقیں بھی اتنی ہی ہوتی ہیں۔ جتنی دنیا کے کسی حصہ میں نہیں ہوتیں۔ شکاگو کی آبادی ۳۰ لاکھ ہے اور نیویارک کی قریباً ۵۸ لاکھ ؏

اخلاق اور اس کا اثر

اس ملک نے جس قدر دنیاوی علوم میں عروج حاصل کیا۔ اسی قدر روحانیت اور اخلاق میں تنزل پکڑا۔ اور اس تنزل کی وجہ کوئی موجودہ تہذیب ہی نہیں بلکہ اس ملک کا چرچ اور مذہب ان کمزوریوں کا بانی ہے۔ بچپن سے جس بچہ کو یہ سکھایا جائے۔ کہ تمہارے گناہوں کی خاطر خداوند یسوع قربان ہو گیا ہے اور اب صرف اسکے خون پر ایمان لانے سے نجات ہو جاتی ہے۔ اور اسے بجائے اخلاق فاضلہ روحانیت۔ خشیت الٰہی۔ ہمدردی اور تقویٰ کے صرف دنیاوی علوم و سوشل ایٹیکیٹ ہی سکھلائے جائیں۔ تو اس نے بڑا ہو کر جو کچھ بننا ہے وہ ظاہر ہے۔ جتنے جرائم ان مغربی ممالک میں ہوتے ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی مشرقی بلاد میں نہیں ہوتا۔ عیسائیت سے تو ہندوازم اور بدھ ازم میں زیادہ اخلاق ہیں۔ اور ان اخلاق حسنہ کو پانے کے یہ مذاہب کچھ طریقے بھی پیش کرتے ہیں۔ مگر عیسائی ممالک خاصکر امریکہ جو کہ ہندوستان میں عیسائیت کا لیڈر شمار کیا جاتا ہے بوجہ امریکن مشنری پروپیگنڈا کے۔ وہ اخلاق حسنہ سے بالکل عاری ہے۔ قتل۔ خودکشی۔ ڈاکے۔ راہزنی۔ رشوت اور طلاق کا اسقدر رواج ہے۔ کہ جن کا ہمارے ملک میں وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ اس ملک میں گذشتہ سال ۷۰۸۶۷ طلاقیں ہوئیں جنمیں سے صرف نیویارک میں ۳۵۴۳۹ تھیں اور شکاگو میں ۳۸۰۹۴ گذشتہ سال امریکہ میں ۷۶۶۲ قتل کی وارداتیں ہوئیں جنمیں سے نیویارک میں ۳۸۷ اور شکاگو میں ۵۰۹۔ یہاں پر ۳۸۰۶ لوگوں نے ۱۹۲۵ء میں خودکشی کی۔ جنمیں سے شکاگو میں ۳۴۴ تھے۔ اور نیویارک میں ۴۸۹۔ شکاگو اور نیویارک میں کوئی شخص رات کے وقت سڑک پر امن سے نہیں چل سکتا۔ رات کا کیا کہنا دن کے وقت بنک اور دکانیں لوٹ لیجاتی ہیں۔ تیز رفتار ڈاک گاڑی کو ٹھہرا کر لوٹ لیا جاتا ہے۔ ان واقعات سے یہ نہ خیال کریں کہ یہاں کی پولیس کا انتظام اچھا نہیں۔ پولیس بہتیرا ہاتھ پاؤں مارتی ہے مگر مجرم بہت ہی ہوشیار ہیں۔ پولیس کی چلنے ہی نہیں دیتے۔ یہاں کی ناجائز آزادی یہاں تک تجاوز کر گئی اور رسول میں ایسے قانون نافذ ہیں۔ جن کی رو سے بہت ہی کم قاتل پھانسی دئے جاتے ہیں

عیسائیت پر ایک بدنما دھبہ

میں اکثر حیران ہوتا ہوں اور وہ امریکن لوگ جو کہ ہندوستان یا دوسرے ایشیائی ممالک پھر آئے ہیں وہ بھی تعجب کرتے ہیں کہ امریکن مشنری کیوں ایشیاء میں جاتے ہیں۔ جبکہ ایشیائی اقوام کے اخلاق امریکن قوم سے بدرجہا بہتر ہیں اور وہ کیوں نہیں پہلے اپنی آنکھ سے شہتیر نکالتے۔ مذہب کی ضرورت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ بہترین اخلاق۔ حقوق اللہ و حقوق العباد کی طرف رہنمائی کرے۔

اور ایسے قواعد و طریقے پیش کرے۔ جن سے ان پر عمل کرنا ممکن اور آسان ہو سکے۔ اور ان کے عمل کرنے سے دنیا میں امن سے زندگی بسر ہو۔ اگر ایک قوم خود ہی اندھی ہے۔ تو وہ دوسرے کو کیا رہنمائی کرے گی۔ جبکہ امریکن قوم خود ہی ضلالت کے گڑھے میں پڑی ہوئی ہے۔ اور اس کی بعض مثالیں "dark ages" والی اقوام سے مشابہت رکھتی ہیں۔ تو اس حالت میں اگر یہ قوم ہندوستانیوں کی روحانی رہنمائی کا دعویٰ کرے۔ تو سوائے اسے جاہل کہنے کے اور کیا کہا جائے گا۔ دو ہفتے ہوئے۔ ایک پادری یہاں آیا اور کہنے لگا ہندوستان تو اب عیسائیت کے بہت قریب آگیا ہے۔ اور یہ کہ بڑے بڑے علماء و امراء یسوع کے مداح ہوتے جاتے ہیں۔ اور میرا ایک دوست بیان کرتا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی بھی دراصل عیسائی ہیں۔ کیونکہ میں نے ان کے کمرہ میں صرف چار چیزیں دیکھیں۔ ایک میز۔ ایک کرسی۔ ایک مسیح کی تصویر اور میز پر انجیل۔ میں نے اسے کہا۔ وہ تو ایک سیاسی آدمی ہیں۔ پھر اسے بتایا۔ آپ "Charity begins at home" والی مثل پر کیوں عمل نہیں کرتے۔ امریکہ میں کیا ہو رہا ہے۔ اس کی کیوں اصلاح نہیں کرتے۔ ۱۹۲۵ء میں ۱۷ حبشی مردوں کو خفیف سے معاملہ پر زندہ جلا دیا گیا۔ اور ایک حبشی حاملہ عورت جس نے اپنے خاوند کو زندہ جلتے دیکھ کر واویلا کیا۔ اسے گرا کر زندہ کا پیٹ پھاڑ کر بچہ نکالا گیا۔ کیا ایسی ظالمانہ حرکات کی مثال کسی اور ملک یا قوم میں ملتی ہے۔ یہ حالات سن کر پادری صاحب ٹھنڈے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ ہاں ہم ان باتوں کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور اصلاح کی کوشش شروع ہے۔

عیسائی مذہب۔ عیسائی قانون اور اس کی ناجائز آزادی نے اندھیر مچا رکھا ہے۔ وہ مذہب جو دنیا میں مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی حقیقت یہاں آنے سے کھل سکتی ہے۔ یہ لوگ انسانیت سے بیزار ہو کر وحشت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ بعض لوگ گرجا یا کچہری میں نکاح نہیں کرتے اور آپس میں ہی ایک سمجھوتہ کر کے مرد و عورت اکٹھے رہ پڑتے ہیں۔ اور ایک یا دو سال کے بعد علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے طلاق کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مرد نئی عورت کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ اور عورت نئے مرد کے ساتھ۔ اور اس سمجھوتہ کو یہاں "Commonlaw marriage" کہتے ہیں۔ یہاں پر بڑی بڑی سوسائٹیوں میں اس امر پر گفتگو ہو رہی ہے۔ کہ شادی کی حد ہونی چاہیئے۔ دو سال یا ۴ سال۔ اس کے بعد میاں بیوی علیحدہ ہو کر میاں نئی بیوی تلاش کرے اور بیوی نئے میاں کے ساتھ جائے۔ اور یہ غلیظ خیال دن بدن ترقی پر ہے اور لوگ اس پر عمل کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں پر کوئی قانونی گرفت نہیں ہو سکتی۔

(محمد یوسف خاں احمدی مبلغ۔ شکاگو)

ہدایات برائے موصیان

(۱) خط و کتابت کرتے وقت نمبر وصیت کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ اور یہ بھی کہ ارسال کردہ رقم فلاں ماہ کی آمد کا حصہ ہے۔

۲۔ (الف) ضروری ہے۔ کہ حصہ آمد ماہوار باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اور وصیت کا روپیہ ماہوار آنا چاہیئے یعنی جون کا زر وصیت ماہ جولائی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو جائے۔ اور ماہ جولائی کا ماہ اگست میں۔ علیٰ ہذا القیاس

(ب) نیز زر وصیت ارسال کرتے وقت یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ تفصیل ساتھ ہو۔ یعنی شرط اول۔ حصہ آمد۔ حصہ جائداد۔ تحصیلات اعلان وصیت۔

۳۔ (الف) وہ موصی جو صاحب جائداد ہیں اور انکی وصیت جائداد کے متعلق ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اگر انہوں نے اپنی جائداد کے حصہ موعودہ کا ہبہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام نہیں کرایا۔ تو جلد کرا دیں۔ اس اعلان کے مخاطب وہ موصی بھی ہیں۔ جن کی وصیتیں پہلے منظور ہو چکی ہیں۔ اور سارٹیفکیٹ ان کو دیئے جا چکے ہیں۔ کیونکہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ موصی کی وفات کے بعد حصول جائداد میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو سخت مشکلات پیش آتی ہیں۔ (ب) ایسے موصیوں کے [illegible] چندہ عام کا دینا ضروری ہے۔ یعنی اپنی آمد کا ۱/۱۶ حصہ بطور چندہ عام دیا کریں۔

۴۔ وہ موصی جن کا گذارہ جائداد کی آمد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ یعنی وہ صاحب آمد ہیں۔ وہ اپنی آمدنی کا حصہ موعودہ جس کا انہوں نے وصیت نامہ میں اقرار کیا ہے۔ یعنی کم سے کم ۱/۱۰ اور زیادہ سے زیادہ ۱/۳ وہ بطور وصیت حصہ آمد کے طور پر ادا کیا کریں۔ ایسے اصحاب چندہ عام دینے سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔

۵۔ تمام ایسے موصیوں کے لئے جو صاحب آمد ہیں۔ اور حصہ آمد ارسال کرتے ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ اپنی آمدنی کی کمی بیشی سے دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرتے رہیں۔

۶۔ صاحب جائداد موصیوں کو جن کا گذارہ جائداد کی آمدنی پر ہے۔ اور ان کی وصیتیں جائداد کی ہیں۔ ان کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جائداد کی کمی بیشی کے متعلق دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیتے رہیں۔

۷۔ ایسے موصیوں کو جو اپنی آمدنی کا حصہ دیتے ہیں جب وہ ایک مقام سے تبدیل ہوں۔ تو تبدیل پتہ کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ میں بھی ضرور دینی چاہیئے۔

(محمد سرور سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان)

بٹالہ میں آریہ سماج سے مباحثہ

آریہ پرو (؟)ک سماج بٹالہ کا سالانہ جلسہ ۲، ۳، ۴ر اگست ۱۹۲۶ء کو قرار پایا تھا۔ اس میں آریہ سماج بٹالہ نے ہم کو خصوصیت سے مباحثہ کی دعوت دی تھی۔ چونکہ آریہ سماج گذشتہ دو سال کے مباحثہ میں ہم سے شکست کھا چکی تھی۔ اس لئے کسی اسلامی یا ویدک دھرم کے اصولی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ باوجود اس کے کہ آریہ سماج تمام انبیاء کی منکر ہے۔ صرف صداقت اور تعلیم حضرت مسیح موعود کے مسئلہ پر ہی اس کا مناظرہ کرنا سوائے اس کے کہ اس کا دلی منشا غیر احمدی لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر بھڑکانے کے اور کچھ نہ تھا۔ مگر وہ اپنی ضد پر اڑی رہی۔ آخر صداقت و تعلیم مسیح موعود اور سوامی دیانند کی زندگی اور تعلیم کے مضامین پر دو مباحثے ۳ر اگست ۱۹۲۶ء کو تین تین گھنٹے قرار پائے۔

آریہ سماج حضرت مسیح موعود کی صداقت اور تعلیم کا مضمون رکھ کر بہت خوش تھی۔ کہ وہ اس مضمون میں غیر احمدیوں کی ہمدردی حاصل کر کے احمدی جماعت کو ایسی شکست دیگی۔ کہ آئندہ احمدی جماعت کبھی مباحثہ کا نام نہ لے گی۔ مگر اس مضمون پر آریہ سماج نے وہ شکست کھائی ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کئی سال تک مباحثہ کا نام زبان پر نہ لائیگی۔ مضمون صداقت و تعلیم مسیح موعود میں ہماری طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل جالندھری اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشو صاحب مناظر تھے۔ خدا کے فضل و احسان سے ہمارے مناظر نے پنڈت دھرم بھکشو صاحب کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور اس وقت کا سماں کچھ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ آریوں کے علاوہ غیر احمدیوں نے بھی صداقت اور تعلیم مسیح موعود اور پیشگوئی لیکھرام پشاوری کو روز روشن کی طرح پورا ہوتا دیکھ لیا۔

پنڈت دھرم بھکشو نے غیر احمدیوں کو اشتعال دلانے اور اکسانے کی از حد کوشش کی۔ مگر ہر طرف سے نامرادی نصیب ہوئی۔ دوسرے مضمون "سوامی دیانند صاحب کی زندگی اور تعلیم" پر ہماری طرف سے جناب میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق مناظر تھے۔ آپ نے سوامی دیانند کی زندگی اور تعلیم کا وہ نقشہ اور فوٹو پیش کیا۔ کہ جسے سن کر سماجیوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور دیگر مسلمان اور سناتن دھرمی ہندو صاحبان بہت خوش اور مسرور ہو رہے تھے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ کہ اس نے ہمیں ایسی نمایاں اور بین فتح اور کامیابی عطا فرمائی ہے۔ مہاشہ فضل حسین صاحب بھی بہت شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ وہ مناظرین کو بر وقت حوالہ جات نکال دینے میں معاون و مددگار رہے ہیں۔ والسلام

(خاکسار محمد عبدالرشید تاجر چرم وپریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ)

ضرورت ڈاکٹر

ہمیں ایک ایسے سب اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے جو بطور والنٹیر اپنی خدمات ایک ماہ کے واسطے دے سکے۔ کیونکہ بعض مقامات پر ٹریٹوریل فوج میں بھرتی ہونے والے رنگروٹوں کا معائنہ ڈاکٹری کرایا جانا ضروری ہے۔ کہ وہ ملٹری سروس کے قابل ہیں یا نہیں؟

کیا کوئی صاحب اس کام کے واسطے اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں۔ سفر خرچ دفتر ہذا کی طرف سے دیا جائے گا۔ اگر ایک سے زیادہ احباب کی درخواستیں ہمیں پہنچ جائیں۔ تو ایک ہفتہ میں یہ کل کام ہو سکتا ہے۔

(محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ناظر امور عامہ قادیان)

الخطبہ

حافظ محمد ابراہیم صاحب جو بہت مخلص احمدی پرانے احمدی ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ ان کی بیوی فوت ہو گئی ہے۔ ان کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔

حافظ صاحب ایک عالم آدمی ہیں۔ قرآن کے حافظ واعظ درس و تدریس ان کا مشغلہ ہے۔ ان کی نیکی و تقویٰ کی وجہ سے لوگ بہت عزت کرتے ہیں۔ باہر کے احباب بھی اکثر ان کو وعظ و تدریس کے لئے بلاتے رہتے ہیں۔ انجمن سے ان کو گزارہ کے لئے للعہ ماہوار ملتے ہیں۔ دوسرے احباب بھی ان کی مالی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ قادیان میں ان کا اپنا گزارہ کے لائق مکان ہے پہلی بیوی سے دو لڑکیاں اور دو لڑکے ۸ و ۱۴ سال کے درمیان عمر کے ہیں۔ حافظ صاحب آنکھوں سے معذور ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ حافظ صاحب موصوف کے رشتہ کیلئے کوشش فرماویں۔ خط و کتابت مجھ سے کی جائے۔

(محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ناظر امور عامہ قادیان)

ایک کارکن کی ضرورت

دفتر ڈاک میں ایک اسامی خالی ہوئی ہے۔ جس کے لئے ایک انٹرنس پاس آدمی کی ضرورت ہے۔ احباب مقامی امیر یا سیکرٹری کی سفارش کے ساتھ درخواستیں جلد سے جلد بھجوا دیں۔ جو دوست خدمت دین کے موقع کے مقابلہ میں تنخواہ وغیرہ کا چنداں خیال نہ رکھتے ہوں۔ ان کے لئے یہ نادر موقع ہے۔ والسلام

(خاکسار عبدالقدیر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پورٹ لینڈ ہال)

(اشتہارات)
حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں (۶) جن کے بچے کمزور بدصورت پیدا ہوتے ہیں اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ۔ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف چھ تولہ تک خاص رعایت۔

سرمہ نور العین

اس کے اعلیٰ اجزاء موتی و ہیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف بصر۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیسدار پانی کے روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بینظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن۔ جگر کو طاقت دینے والی۔ جوڑوں کے درد و نقرس کے درد سینہ کو مضبوط بنانے والی مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ عہ

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ یا پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔

قیمت فی شیشی ۱۲ ار

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

اندرون قصبہ قادیان میں نہایت عمدہ موقعہ پر، قریباً دو کنال زمین سکنی قابل فروخت ہے

جو قصبہ قادیان کے اڈا خانہ میں عین چوک کے اندر واقع ہے۔ اور جس کے دو طرف سے بڑی سڑک گذرتی ہے۔ پردہ کی دیوار تمام پختہ اور نئی ہے۔ قیمت ایک سو پچیس روپیہ فی مرلہ مقرر ہے۔ تمام قطعہ سالم فروخت کیا جائے گا۔ ہاں کئی احباب مل کر خرید سکتے ہیں۔ نہایت عمدہ موقع کی جگہ ہے۔ اس کے متعلق ہر طرح سے اطمینان حاصل کرنے کے خواہشمند احباب حضرت میرزا بشیر احمد صاحب سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ اور سودا کا تصفیہ میرے ساتھ اور میری غیر حاضری کی صورت میں مکرمی جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری کے ساتھ کرنا ہوگا۔

خاکسار

محمد اسماعیل احمدی مولوی فاضل قادیان (حال پورٹ لینڈ ہال ڈلہوزی)

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر))

(اشتہارات)

مکان برائے فروختگی

محلہ دارالرحمت میں پبلک سٹرک کلاں ڈیڑھ کنال زمین میں واقع ہے۔ نچلے حصہ میں نیلوں میں دو کمرے ۱۴×۱۲ کے۔ مردانہ بیٹھک ۱۷×۱۲ کی۔ درمیان میں دالان ۱۸×۱۲ کا ان کے سامنے وارانڈہ ہے۔ جو ۱۰ فٹ چوڑا ہے۔ صحن کافی وسیع ہے۔ مویشیوں کے لئے ایک کمرہ اور کنواں بھی ہے۔ اوپر کی منزل میں ۱۴×۱۲ اور ۱۷×۱۲ کے دو کمرے ہیں۔ اور صحن۔ ٹیپ چاروں طرف کی ہوئی ہے۔ تجارتی اغراض کیلئے نہیں بنوایا گیا تھا۔ مگر بوجہ مالک کو روپیہ کی اشد ضرورت کے فروخت ہوتا ہے۔ لاگت ۷۵۰۰ روپیہ ہے خواہشمند احباب مجھ سے خط و کتابت کریں۔

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان

ضرورت نکاح

میرے ایک مہربان پرانے احمدی مخلص بھائی کے بیٹے جو قوم کے آوان ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے فی الحال بمشاہرہ باسٹھ روپیہ ماہوار پوریلوے ملازم ہیں۔ عمر قریباً چالیس سال۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے رشتہ خواہ کسی قوم سے ہو۔ خواہ بیوہ ہو۔ حاجتمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

المشتہر

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

خیاطی پیشہ اصحاب کو خوشخبری

اس فن کے شوق رکھنے والے اور عام درزی صاحبان کی سہولت کے لئے ہمارے ہاں سلائی کی سنگر مشین سیکنڈ ہینڈ نہایت پائدار مضبوط خوبصورت فروخت ہوتی ہیں۔ بلحاظ پائداری مضبوطی کے قیمت نہایت کم تا کہ ہر ایک حاجتمند فائدہ اٹھا سکے۔ ہاتھ سے چلانے والی قیمت پچاس روپیہ۔ پاؤں سے کام کرنے والی قیمت ساٹھ روپیہ محصول پیکنگ بذمہ خریدار۔

نوٹ:۔ دس روپیہ ہمراہ آرڈر آنے پر تعمیل ہوگی۔ جو دوست کل قیمت پہلے روانہ کریں گے۔ محصول پیکنگ معاف۔

المشتہر

احمدیہ امپورٹ ایجنسی اینڈ جنرل ورکس شاہجہانپور

ضرورت

مجھے ایک ایسی احمدی معلمہ درکار ہے۔ جو قرآن پاک اور اردو لکھنے پڑھانے کی باقاعدہ تعلیم رکھتی ہو۔ نیز ضروری سلائی کے کام سے بھی واقف ہو۔ تنخواہ رہائش و تفصیلی حالات کے متعلق میرے ساتھ خط و کتابت کرے۔ محمد حیات پراچہ احمدی آف کلکتہ پراچگاں ملبھیرہ

تو لیا پورے پلنگ کا خریدو

تولیا پورے پلنگ کا نہایت خوبصورت ڈبل مضبوط ایسا خوشنما [illegible] عمدہ کہ بیان سے باہر پلنگ پر بچھاؤ پلنگ کی شان بالا [illegible] [illegible] خوش ہونگے سردی کے موسم میں اوڑھ لو تو [illegible] [illegible] استعمال کر کے کئی سال کے بعد آپ اپنے کسی نوکر کو دیدو تو کام [illegible] قیمت فی تولیہ تین روپے [illegible] ملنے کا پتہ مینیجر [illegible] کمپنی [illegible] پنجاب

بعدالت جناب لالہ برج لعل صاحب سب جج بہادر صدر اول جالندھر

گنڈا رام ولد کشمیری مل برہمن جالندھر شہر۔ بازار لال ہنگی

بنام

دولتارام ولد چیت رائے سکنہ جالندھر حال ایبٹ آباد معرفت میاداس جوہر شاہ

دعوٰی ماعہ اصل و سود بروے پرچہ یادداشت دستخطی مدعا علیہ مقدمہ بالا میں مدعا علیہ کے نام کئی دفعہ سمن جاری کیے گئے تھے مگر مدعا علیہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے مدعا علیہ کے خلاف اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ۸ ستمبر ۲۶ء کو اصالتاً یا وکالتاً یا مختار اگر حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی۔ ۸ ستمبر ۲۶ء

مہر عدالت دستخط حاکم

آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

محمد احمد اینڈ کمپنی۔ قادیان

اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے

سرمہ کے تمام اشتہار دینے والوں کو چیلنج۔ کوئی اشتہار دینے والا مقابلتاً اس قسم کی سند پیش کرے

تریاق چشم (رجسٹرڈ)

کے متعلق ہندوستان بھر کے بہت بڑے خاص ماہر امراض چشم ولایت سے سند یافتہ ڈاکٹر کیپٹن۔ ایس۔ ایم۔ اے فاروقی (سرکاری اعلیٰ افسر) ایم۔ ڈی۔ ای۔ ایم۔ ایس کا سارٹیفکیٹ (ترجمہ)

"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مرزا حاکم بیگ ساکن گجرات (پنجاب) کے تیار کردہ تریاق چشم کو میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بہنا۔ اور ککروں کے لئے بہت ہی مفید اور مؤثر پایا۔ اس کے اجزاء امراض چشم کے علاج کے لئے بہت مشہور ہیں۔ اور ان اجزا کی مقدار ہر طرح سے صحیح اور ٹھیک نسبت سے ملائی گئی ہے۔ موجد کے تریاق چشم کے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور ستھرا ہے۔" دستخط

ایس۔ ایم۔ اے فاروقی کیپٹن ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس او پتھلک سپیشلسٹ (خاص ماہر امراض چشم)

نوٹ:۔ قیمت "تریاق چشم" (رجسٹرڈ) پانچ روپے فی تولہ اور محصولڈاک علاوہ موازی ۸ بذمہ خریدار۔

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی شاہ دولہ صاحب گوجرات (پنجاب)

ممالک غیر کی خبریں

میکسیکو ۵ اگست۔ مذہب کے متعلق حکومت کے نئے قوانین سے فسادات نہایت وسیع پیمانے پر پھیل رہے ہیں۔ اور کشت و خون کا بازار گرم ہے۔ گوڈل جارا کے مقام پر گرجا کے اندر سے لوگوں نے جرنیل ایگورے پر جو پاس سے گذر رہا تھا گولی چلادی۔ جو لوگ گرجے کے اندر تھے۔ انہوں نے دروازے بند کر دیئے۔ اور میناروں پر چڑھ گئے۔ اور اوپر سے سپاہیوں پر گولی چلانے لگے۔ سپاہیوں نے گرجا کے دروازے توڑ دیئے اور اس کے اندر جتنے آدمی تھے۔ انہیں بھگا دیا۔ لیکن وہ پھر دلیر آگئے۔ اور گرجا پر قابض ہونے کی کوشش کی۔ فوجیوں اور کیتھولک عیسائیوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ۶ آدمی مقتول اور ۱۴ مجروح ہوئے۔ دیگر مقامات پر بھی خفیف سے فسادات ہوئے۔

میلبورن ۷ اگست۔ دارالمندوبین نے ایک قانون منظور کیا ہے۔ جس کی رُو سے برطانی ہند کے وہ باشندے جو آسٹریلیا میں اقامت گزیں ہیں۔ بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے پنشن پانے کے حقدار ہو جائیں گے۔

ڈربن ۷ اگست۔ دریائے الاد کے کنارے گنے کے کھیتوں کو آگ لگ گئی۔ ۵ سو ایکڑ زمین پر گنے بالکل جل کر تباہ ہو گئے۔ ساحل سے ۷ کر ڈربن تک ۵ میل کا فاصلہ ہے۔ اس سارے علاقے پر آگ پھیل گئی۔ کم از کم بیس دیسی آدمی جل کر ہلاک ہوئے۔ دو آدمی حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ بچ نکلے۔ وہ لیٹ گئے۔ اور پیٹ کے بل رینگتے ہوئے باہر نکل گئے۔ اور آگ کے شعلے ان کے اوپر سے گذر گئے۔ نٹال کی تاریخ میں شدید آتشزدگی کی یہ سب سے زیادہ تباہی خیز مثال ہے۔

لنڈن ۱۷ اگست۔ امریکہ کی بیرا گ مس جو ٹرودڈ ایڈرلا بالآخر رودبار انگلستان کو ۱۴½ گھنٹہ میں تیر کر پار کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ پہلی عورت ہے۔ جس نے یہ کارنامہ انجام دیا۔ مس مذکور صبح کے ۷ بجے کے قریب راس گریز نیز سے چلیں۔ اور شب کو ۹½ بجے مقام کنگسڈاؤن پہونچ گئیں۔ شروع میں تو سمندر میں سکون تھا لیکن ایک سخت ہوا چلنے لگی۔ اور تلاطم پیدا ہو گیا۔ مس مذکور موجوں پر اس طرح اچھلتی تھیں۔ جیسے پانی کی سطح پر بوتل کا کاک انگلستان کے ساحل کے قریب پہونچنے کے وقت مس صاحبہ کو کچھ تکلیف بھی محسوس ہوئی۔ لیکن وہ بالآخر بخیر و عافیت پہونچ ہی گئیں۔ تماشائیوں نے ساحل پر آگ جلا رکھی تھی۔ اور چاروں طرف سے "شاباش" اور مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ مس صاحبہ کے پیچھے لاسلکی سے مزین دخانی جہاز چل رہے تھے۔ جو ہر بات کی خبر امریکن اخبارات کو پہنچاتے تھے۔

لنڈن ۵ اگست۔ مقام لنگفیلڈ میں ایک نو آبادی قائم کی گئی ہے۔ جس میں عورتوں کے سوائے مرد نام کا ایک بچہ بھی نہیں لیکن اب اس بہانہ سے کہ بعض ایسے کام ہوتے ہیں۔ جس میں مردوں کی طاقت کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ عورتوں کی اس "جنت" کی منتظمین نے یہ طے کیا ہے۔ کہ خاوندوں کی ایک محدود تعداد نو آبادی میں داخل کر لی جائیگی۔ اس آبادی میں تمام کام صنف نازک کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہوتے ہیں۔ مویشی یہ پالتی ہیں گتے خرگوش وغیرہ یہ پالتی ہیں۔ مگر مرد کے نام کا کتا بھی نہیں پالتیں۔ چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی میں ہل چلا کر وہ ترکاریاں اور غلہ بھی بوتی ہیں۔ لیکن اب حقیقت نظر آگئی۔ اور کہنے لگیں۔ کہ سخت کام مردوں ہی کو زیبا ہیں۔ الغرض تین شوہروں کو طلب کیا گیا۔ اور اس شرط پر داخل کر لیا گیا۔ کہ عورتوں کے اختیارات میں دخل نہ دیں۔

ایتھنز ۹ اگست۔ مقام سینٹری کے ہوٹل میں جنرل پانگلوس پریذیڈنٹ یونان پر ایک پاگل نے حملہ کرنے کا اقدام کیا۔ لیکن غنیمت ہؤا۔ کہ اس کا ریوالور فیر کرنے سے پہلے لوگوں نے دیکھ لیا۔ واقعات یہ ہیں۔ کہ جنرل پانگلوس ہوٹل میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ کہ ایک شخص مسمّی نطونوپولوس ریوالور تان کر اٹھا۔ اور جنرل صاحب کی طرف نشانہ باندھا۔ لیکن خدام نے حملہ آور کو گرفتار کر کے ریوالور چھین لیا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ شخص پاگل ہے۔ حال ہی میں یہ شخص قیدخانہ سے نکل بھاگا تھا۔ جہاں وہ حیندرمہ کے ایک سپاہی کو قتل کر ڈالنے کے جرم میں بحالت قید ایام گذار رہا تھا۔

لنڈن ۹ اگست۔ ماسکو سے ان متواتر افواہوں کی تردید کی گئی ہے۔ جو مقامات کو فنو دا رسا اور بخارسٹ سے بدیں مضمون آئی تھیں۔ کہ روس میں وسیع پیمانہ پر غدر ہو گیا ہے۔ روس کی نیم سرکاری "طاس ایجنسی" بیان کرتی ہے۔ کہ یہ افواہیں روس کے دشمنوں کی طرف سے پھیلائی جاتی ہیں۔ انکی اصلیت کچھ نہیں ہے۔

لنڈن ۹ اگست۔ نیوکاسل کے مضافاتی اسٹیشن پر ایک برقی ٹرین اور مال گاڑی میں تصادم ہو گیا۔ برقی ٹرین کی دو اوّل گاڑیاں پچی ہو گئیں۔ جس سے تین مسافروں کو ضرر پہنچا۔ ڈرائیور کی لاش کو ٹوٹے ہوئے سامان کے نیچے تلاش کیا گیا۔ لیکن کہیں پتہ نہ چلا۔ اگلے روز اس کی لاش موقعہ سے دو میل فاصلہ پر پڑی پائی گئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ڈرائیور نے کھڑکی سے باہر سر نکال کر دیکھنا چاہا ہوگا۔ کہ اس کا سر کسی پل سے ٹکرا گیا۔ اور وہ ٹرین سے باہر جا پڑا۔ اس شخص کا نام اسکنر تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ بغیر ڈرائیور کے گاڑی اس طرح جا ٹکرائی۔

یروشلم ۸ اگست۔ عربی ذرائع کی خبریں مظہر ہیں کہ فرانس کی اس فوج کو جو سویدا سے بصرہ جا رہی تھی راستہ میں دروزیوں نے گھیر لیا۔ چار روز تک یہ دستہ محصور رہا۔ دروزیوں کی خبروں سے

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ ۹ اگست۔ آج صبح ڈاکٹر مونجے یہاں پہونچے۔ اور صرف ایک جماعت نے ان کا استقبال کیا۔ کیونکہ اکثر آدمیوں کو ان کی آمد کا علم نہ تھا۔ جس طرح کل پنڈت مدن موہن مالویہ کی آمد کے موقعہ پر پولیس نے مکمل انتظامات کئے تھے۔ اسی طرح آج بھی کئے۔

کلکتہ ۹ اگست۔ پنڈت مدن موہن مالویہ اور ڈاکٹر مونجے کے خلاف دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند کے ماتحت چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ نے سمن جاری کئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ جس میں انہیں دو ماہ تک کلکتہ میں داخل ہونے کی ممانعت کی گئی تھی۔ پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر مونجے سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ عدالت میں اصالتاً حاضر ہوں یا وکالتاً۔ ان سمنوں کو ۲۳ اگست تک واپس کرنا ضروری ہے۔

کلکتہ ۹ اگست۔ آج سہ پہر کو عدالت عالیہ میں جسٹس پیکلن اور جسٹس کرجی نے زندان علی پور کے مقدمہ قتل کی اپیل کا فیصلہ سنا دیا۔ جسٹس کرجی نے پانچ مرافعہ گذاروں کو بری کر دیا۔ ایک ملزم کی سزائے موت کو بحال رکھا۔ ایک دوسرے ملزم کی موت کو حبس دوام میں تبدیل کر دیا۔ اور تین ملزموں کی اپیل کو مسترد کر دیا۔

رنگون ۷ اگست۔ اکیاب سے ایک اطلاع ملی ہے کہ چکیدبنا جہاز کے کپتان نے ڈپٹی کمشنر کو خبر دی۔ کہ ۲۹ جولائی کو رات میں دو بجکر دس منٹ کے وقت اس نے ایک شعلہ کو دیکھا۔ جو کئی سو فیٹ تک بلند ہؤا۔ اور تقریباً ۵ منٹ تک جلتا رہا۔ رام ری سے ایک اور پیغام اکیاب پہونچا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ کیوک پیو کے علاقہ میں موضع کین سے نصف میل شمال کی جانب آتش فشاں جا پھٹا جس نے ایک پہاڑی کو جو تقریباً پانچ سو فیٹ بلند تھی اور تقریباً پچاس ایکڑ قابل زراعت زمین پر واقع تھی اٹھا کر پھینک دیا۔ اور آس پاس کی زمین پر ڈیڑھ سو ایکڑ کے اندر جو نئے درخت کھڑے ہوئے تھے۔ سب گرمی سے تباہ ہو گئے۔

شملہ ۱۰ اگست۔ رہتک سے ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ کل صبح چودھری ٹیک رام رکن پنجاب کونسل اس سڑک پر قتل کر دیئے گئے جو شہر سے سول سٹیشن کی طرف جاتی ہے۔ پولیس نے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا۔ اور موٹروں میں کانسٹبلوں کی چند ٹولیاں حملہ آوروں کی گرفتاری کیلئے روانہ کر دیا۔ یہاں یہ بتا دینا غیر ضروری نہ ہوگا۔ کہ چوہدری صاحب کا بڑا بھائی تقریباً نو ماہ پہلے قتل کر دیا گیا تھا۔ چوہدری صاحب بارسوخ و باثر جاٹوں میں سے تھے۔ ظاہر طور پر ان کے علاقہ میں بہت سے تنازعات تھے۔ اور قارئین کو یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ جون میں مجسٹریٹ رہتک نے ایک مقدمہ قتل کے سلسلہ میں چوہدری صاحب کو بطور گواہ